پردیسی
یا
مسافر

eBooklet

نام کتابچہ ------------ پردیسی یا مسافر

تالیف ------------ حامد کمال الدین

استفادہ از جامع العلوم والحکم، مؤلفہ ابن رجب

ناشر ------------ الہدیٰ پبلی کیشنز، اسلام آباد

ایڈیشن ------------ اوّل

تعداد ------------ 20 ہزار

قیمت ------------

تاریخ طبع ------------ 17 اپریل 2013ء، جمادی الثّانی 1434ھ

ملنے کے پتے

اسلام آباد: 7-اے کے بروہی روڈ H-11/4 اسلام آباد، پاکستان

فون: +92-51-4866130-1 +92-51-4866125-9

Email: salesoffice.isb@alhudapk.com

www.alhudapk.com www.farhathashmi.com

کراچی: 30-اے سندھی مسلم کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی، پاکستان

فون: +92-21-34313273-4 +92-21-34528547

امریکہ: PO Box 2256 Keller, TX 76244

Ph: (817)-285-9450 (480)-234-8918

Email: alhudaonlinebooks@ymail.com

کینیڈا: 5671 McAdam Rd Mississauga Ontario L4Z IN9Canada

Ph:(905)-624-2030 (647)-869-6679

ww.alhudainstitute.ca

الہدیٰ انٹرنیشنل کی اجازت سے آپ اس کتابچہ کو شائع کر سکتے ہیں۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پردیسی یا مسافر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ: اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ، اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ، وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا یَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ (صحیح البخاری:6416)

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، کہا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے کندھے سے پکڑا اور فرمایا: ''دُنیا میں یوں رہو جیسے پردیسی یا ایک مسافر''۔ عبداللہ بن عمرؓ کہا کرتے تھے: ''جب تم شام کرو تو صبح کا انتظار مت کرو اور جب صبح کرو تو شام کا انتظار مت کرو۔ صحت میں بیماری کا بندوست کرلو اور زندگی میں موت کا''۔

ترمذی نے یہی حدیث لیث سے اور انہوں نے مُجاہد سے روایت کی ہے اور اس میں ان الفاظ کا اضافہ ہے ''وَعُدَّ نَفْسَکَ مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ'' (سنن الترمذی:2333) ''اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو'' اور اس روایت میں عبداللہ بن عمرؓ کے الفاظ میں یہ اضافہ آتا ہے۔ (فَاِنَّکَ لَا تَدْرِیْ یَاعَبْدَاللّٰہِ مَا اسْمُکَ غَدًا) ''کیونکہ تم نہیں جانتے اے عبداللہ کل تمہیں کس نام سے پکارا جائے گا''۔ ابن ماجہ نے یہی روایت بیان کی ہے مگر اس میں عبداللہ بن عمرؓ کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ امام احمد اور نسائی نے اوزاعی سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے مجھے پکڑا اور فرمایا: ''اللہ کی عبادت یوں کرو گویا تم اس کو دیکھتے ہو اور دُنیا میں یوں رہو گویا کہ پردیسی ہو یا گویا مسافر ہو''۔
(مسند احمد، ج:10، 6156)

یہ حدیث آرزو ہائے دنیا کو مختصر کردینے کے لیے شریعت کی بنیاد ہے۔ مومن کا کیا کام کہ وہ دنیا کو اپنا وطن بنالے اور اسی کو اپنا ٹھکانہ سمجھ لے اور پھر اس میں دل لگا کر رہنے لگے۔ وہ تو اس دُنیا میں یوں رہے گا گویا عازم سفر ہے اور کوچ کر جانے کے لیے ہر دم تیار۔

انبیاء نے اور ان کے نیک پیروں کاروں نے جو وصیتیں کی ہیں ان سب کا یہی خلاصہ ہے۔ فرعون کی قوم کے مومن کا یہی قول یوں مذکور ہے۔

اِنَّمَا ھٰذِہِ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَۃَ ھِیَ دَارُ الْقَرَارِ (المؤمن:39)

''بے شک یہ دُنیا متاعِ فانی ہے (یقین مانو کہ قرار) اور ہمیشگی کا گھر تو آخرت ہی ہے''۔

نبی ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''میرا دُنیا سے کیا کام! میری اور دُنیا کی مثال تو بس ایسی ہے کہ جیسے کوئی سوار اپنی سواری سے اتر کر کسی پیڑ کی چھاؤں میں گھڑی دو گھڑی آرام کرے پھر اُٹھے اور چل دے''۔ (سنن الترمذی:2377)

مسیح علیہ السلام کی اپنے پیروں کاروں کو نصیحت تھی: ''یہ دنیا عبور کرنے کی ہے دل لگا لینے کی نہیں''۔ نیز انہوں نے فرمایا: ''کون ہے جو سمندر کی کسی موج پر گھر بنالے؟ یہ دُنیا بھی ویسی ہی ہے۔ اس کو ٹھہرنے کی جگہ کبھی مت سمجھنا''۔

ایک آدمی ابوذر رضی اللہ عنہ کے ہاں آیا اور گھر میں چاروں طرف نگاہ دوڑائی اور حیرانی کے ساتھ ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے لگا: آپ لوگوں کا سامان کہاں ہے؟ ابوذرؓ کہنے لگے: ہم نے دراصل ایک دوسرا گھر لے لیا ہے اور کچھ ہی دیر میں وہاں منتقل ہو رہے ہیں۔ آدمی نے پھر کہا: مگر جب تک آپ یہاں ہیں آپ کا سامان یہاں ہونا چاہیے۔ ابوذرؓ فرمانے لگے: مالک مکان معلوم نہیں کب یہاں سے ہمیں نکال دے۔

کسی نیک انسان کے ہاں کچھ لوگوں کا جانا ہوا۔ چاروں طرف نظر دوڑائی کچھ نظر نہ آیا۔ صاحب خانہ سے کہنے لگے: لگتا ہے آپ لوگ یہاں سے منتقل ہو رہے ہیں۔ فرمایا: منتقل کہاں ہوں گا نکالا جاؤں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''دُنیا جا رہی ہے، آخرت آ رہی ہے۔ کچھ لوگ دُنیا کا مال ہیں اور کچھ آخرت کا۔ دیکھو ان میں رہو جو آخرت کا مال ہیں اور ان میں مت رہنا جو اسی دنیا کا مال ہیں۔ بات یہ ہے کہ آج عمل ہی عمل ہے حساب نہیں۔ کل حساب ہی حساب ہے اور عمل کی کوئی گنجائش نہیں''۔

کسی دانا کا قول ہے:

''مجھے تو اس شخص پر تعجب ہے کہ جس سے دُنیا رخصت ہو رہی ہے اور آخرت اس کی جانب بڑھتی چلی آ رہی ہے مگر یہ ہے کہ جانے والی کی خاطر میں لگا ہے اور آنے والی سے منہ موڑ کر بیٹھا ہے''۔

عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا تھا:

''خبردار یہ دُنیا اس قابل نہیں بنائی گئی کہ تم اس میں دل لگا کر رہو۔ خدا نے لکھ دیا ہے کہ یہ فنا ہو کر رہے گی اور اس میں جو بس رہے ہیں خدا نے لکھ دیا کہ وہ یہاں سے کوچ کر کے رہیں گے۔ کتنے ہی سجے سجائے گھر ہیں جو کچھ ہی دیر میں ویران ہو جانے والے ہیں۔ ان گھروں میں کتنے ہی ایسے رہنے والے ہیں جن پر دُنیا اب رشک کرتی ہے مگر عنقریب وہ ان گھروں میں نظر تک نہ آئیں گے۔ دیکھو جب تمہیں جانا ہے تو کیوں نہ اس سفر کو ایک اچھا اور خوشگوار سفر بنالو۔ یہاں جو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

کچھ میسر ہے اس سفر کے لیے ساتھ اُٹھا لو۔ سواری کا بندوبست کرلو۔ زادراہ لے لو اور دیکھو اس سفر میں بہترین زادراہ تقویٰ ہے''۔

جب یہ دُنیا ایک مومن کے بس رہنے کی جگہ نہیں تو حدیث کے مطابق ایک مومن کو ان دو بہترین صورتوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا چاہیے:

یا تو وہ ایسے رہے جیسے آدمی پردیس میں رہتا ہے۔ کسی اجنبی ملک میں عزیز رشتہ داروں سے دور جہاں وہ کچھ کمانے یا رہنے گیا ہو اور واپسی کے دن گن رہا ہوتا ہے۔ یا پھر سرے سے ہو ہی ایک مسافر جو کچھ دیر کے لیے بھی کسی جگہ پر مقیم نہیں ہوتا بلکہ وہ دن رات کو کہیں پڑاؤ کرتا ہے اور اپنے اصل وطن کو واپس جانے کے لیے چل رہا ہوتا ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن عمرؓ کو جو وصیت کی وہ یہی تھی کہ دو حالتوں میں سے کوئی ایک اختیار کرلیں: پردیسی یا پھر مسافر۔

پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی دنیا کو پردیس سمجھے، جہاں اس کی اقامت تو ہے مگر یہ اس کا اپنا شہر نہیں۔ اسے اس شہر کو چھوڑنا ہے۔ سو یہاں دل لگانے کا کیا فائدہ۔ اس کا دل 'پردیس' میں رہتے ہوئے بھی 'دیس' میں رہتا ہے۔ اس آدمی کی حالت یہ ہے کہ کہیں پردیس میں رکنا پڑ گیا ہے کیونکہ یا تو سواری میں کوئی خلل آ گیا ہے جس کو دور کرنے کی ضرورت ہے یا سامان لینے کی ضرورت ہے یا کوئی اور مہم جس کے ختم ہوتے ہی اسے وطن واپس چلے جانا ہے۔

فُضَیل بن عِیَاضؒ کہتے ہیں: ''مومن دنیا میں غمگین اور پریشان رہتا ہے۔ اس کی ساری سوچ اس بات میں ہوتی ہے کہ وہ یہاں زیادہ سے زیادہ سامان اکٹھا کرلے اور پھر لدا پھندا وطن جائے۔ جو آدمی دُنیا میں یوں رہتا ہو اس پر ایک ہی فکر سوار ہوگی اور وہ یہ کہ وہ یہاں سے ہر ایسی چیز جمع کرلے جو اس کے اپنے وطن میں بیش قیمت سمجھی جائے گی اور جس کے بل پر وہ اپنے گھر میں ٹھاٹھ کرے گا۔ اُس کو اس بات سے کیا غرض کہ وہ پردیس میں لوگوں سے چودھراہٹ پر الجھے یا اسے وہاں پر کم درجہ ملے تو وہ اسی پر پریشان ہو کر بیٹھ رہے''۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''مومن کے لیے دُنیا پردیس ہے۔ یہاں اسے کم درجہ ملے تو اسے اس پر ہائے دہائی کی کیا ضرورت۔ یہاں بلند درجہ پانے کے لیے دُنیا والوں کے ساتھ دوڑ لگانے کی اسے کیا حاجت۔ لوگ یہاں کسی اور فکر میں رہتے ہیں اور یہ کسی اور فکر میں''۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کو اور ان کی زوجہ کو جنت میں بسایا۔ پھر ان دونوں کو وہاں سے اتار دیا اور

وعدہ کیا کہ وہ ان کو اور ان کی نیک اولاد کو واپس یہیں لا بسائے گا۔ سو وہ جو اس بات پر ایمان رکھتے ہیں وہ سارا شوق اپنے اسی وطن کے لیے رکھتے ہیں۔ وطن سے محبت (اس معنیٰ میں) واقعی ایمان ہے۔

عَطاء سُلَمِیؒ دُعا کرتے ہوئے کہا کرتے تھے:

''خدایا دُنیا میں میری پردیس کی حالت پر رحم فرما۔ قبر میں میری تنہائی کی حالت پر ترس فرمانا اور کل جب میں تیرے سامنے کھڑا ہوں گا میری اس بے مددگاری کی حالت پر مہربانی فرمانا''۔

حسن بصریؒ کہتے ہیں: مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا:

''میری مثال اور تمہاری مثال اور دُنیا کی مثال بس ایسی ہے گویا کچھ لوگ لق ودق صحرا سے گزر رہے ہوں، یہاں تک کہ ان کو یہ تک اندازہ نہیں رہتا کہ جو راستہ وہ طے کر چکے وہ زیادہ ہے یا وہ جو ابھی پڑا ہے۔ کھانے پینے کا سب سامان ختم ہو جاتا ہے اور سواری تک پاس نہیں رہتی۔ اب وہ دشت میں بے سرو سامان بیٹھے ہیں اور ان کو اپنا ہلاک ہو جانا یقینی نظر آتا ہے۔ نوبت جب یہاں تک پہنچ جاتی ہے تو ان کے پاس ایک آدمی آتا ہے جس کے سر کے بالوں سے پانی ٹپک رہا ہے۔ یہ کہنے لگتے ہیں۔ ضرور یہ ابھی ابھی کسی ڈیرے سے آیا ہے اور یہ آیا بھی کہیں قریب سے ہے۔ آدمی جب ان کے پاس آ پہنچتا ہے تو ان سے پوچھتا ہے: کیا ماجرا ہے؟ وہ کہتے ہیں: سب تمہارے سامنے ہے۔ تب وہ کہتا ہے: کیا خیال ہے اگر میں تم کو بہتے پانی اور سرسبز و شاداب جگہ تک لے چلوں تو تم مجھے کیا کر کے دو گے؟ وہ سب کہتے ہیں: تم جو کہو وہ کریں گے اور تمہاری ہرگز کوئی بات نہ ٹالیں گے۔ وہ کہتا ہے: میرے ساتھ پختہ عہد اور خدا کے نام کا میثاق کرو۔ وہ اس کے ساتھ اپنے عہد اور خدا کے نام کے میثاق کرتے ہیں کہ وہ اس کی کہی بات ہرگز نہ ٹالیں گے۔ تب وہ آدمی انہیں پانی اور سبزے تک پہنچا دیتا ہے۔ وہ کچھ دیر تک ان کو وہاں رہنے دیتا ہے پھر انہیں کہتا ہے: اٹھو اب آگے چلنا ہے۔ وہ پوچھنے لگتے ہیں: اب کہاں چلنا ہے؟ وہ کہتا ہے: وہاں جہاں ایسے زبردست چشمے ہیں جو یہاں نہیں اور جہاں ایسی سرسبزی و شادابی ہے جو یہاں کہیں نہیں۔ تب ان کی اکثریت بول اٹھتی ہے: ارے بھائی ہمیں تو یہی بڑی مشکل سے ملا ہے اور اس کو ہی پانے کی ہمیں تو امید نہیں تھی۔ اس سے بہتر جگہ پا کر ہم کیا کریں گے؟ مگر ان میں سے تھوڑے لوگ کہنے لگتے ہیں! کیا تم نے اس شخص کے ساتھ پختہ عہد اور خدا کے نام کے میثاق نہیں کئے تھے کہ تم اس کی کہی بات ہرگز مت ٹالو گے۔ پھر اس نے جو پہلی بات تمہیں بتائی وہ سچ ثابت بھی ہوئی ہے۔ بخدا یہ اپنی دوسری بات میں بھی ضرور سچا ہوگا''۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

''تب وہ آدمی ان تھوڑوں کو لے کر وہاں سے چل دیتا ہے اور باقی سب وہیں پڑے رہتے ہیں، تب دشمن ان پر اچانک

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION
© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

حملہ آور ہوتا ہے۔ کچھ پکڑے جاتے ہیں اور کچھ مارے جاتے ہیں''۔

یہ حدیث ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے۔ امام احمدؒ نے بھی اس کو مختصر الفاظ میں علی بن زید بن جُدعان عن یوسف بن مِہران، عبداللہ ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

چنانچہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی امت کی آپ ﷺ کے ساتھ جو حالت ہے اس سے حددرجہ مطابقت رکھتی ہے۔ یعنی جب آپ ﷺ کی بعثت ہوئی تو عرب دنیا کی ذلیل ترین اور کمترین قوم تھے۔ دُنیا اور آخرت ہر معاملے میں دُنیا سے پیچھے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کو نجات کی راہ دکھائی اور لوگوں نے آپ ﷺ کی صداقت کے دلائل اپنی آنکھوں سے دیکھے جیسا کہ حدیث میں بیان کی گئی مثال میں لوگوں نے، جبکہ ان کا زادِراہ اور ساز وسامان ختم ہو چکا تھا، اس آدمی کی بات سچ پائی جس کے بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا اور جس نے ان کو پانی اور سرسبز جگہ کی نشاندہی کر کے دی تھی تب انہوں نے اس کے حلیہ اور اس کے چہرے کو دیکھ کر اس کے سچا ہونے کا اندازہ لگایا تھا۔ اس طرح عربوں نے آپ ﷺ کی نبوت کی سچائی بھانپ کر آپ ﷺ کی اتباع اختیار کی اور فارس اور روم کے ملک اور خزانوں کے مالک بن گئے۔ مگر آپ ﷺ نے اس اقتدار اور ان خزانوں سے دھوکہ کھا جانے سے ان کو ممانعت فرمائی تھی اور یہ بھی نصیحت فرمائی تھی کہ وہ اس میں دل نہ لگا لیں بلکہ دنیا کے اس اقتدار اور اس سب شان وشوکت کو بس ایک گزرگاہ جانیں اور اس سے جتنا ہو سکے آخرت کا سامان لیں اور اپنی تمام تر محنت اور جدوجہد کے معاملہ میں بس آخرت ہی کے طلبگار رہوں۔ سب نے آپ ﷺ کا پہلا وعدہ سچا پایا۔ دنیا مفتوح ہوگئی اور خزانوں کی بارش ہونے لگی تو اکثر لوگ اس کو جمع کرنے کے درپے ہوئے اور اسی دُنیا کی دوڑ میں ایک دوسرے کو مات دینے کی سوچنے لگے۔ اسی میں دل لگا کر رہنے کی سوچی اور اسی کی شہوات وخواہشات میں لوٹنے لگے۔ جس اگلی منزل کی آپ ﷺ نے ان کو نشاندہی کر کے دی تھی یعنی آخرت، اس کے لئے آستینیں چڑھا کر تیاری کرنے سے اکثر لوگ غفلت میں پڑ گئے۔ مگر کچھ لوگوں نے آپ ﷺ کی یہ وصیت یاد رکھی کہ اس سب شان وشوکت اور دولت واقتدار کو اصل منزل کے لئے صرف ایک گزرگاہ سمجھیں اور پوری محنت اور جدوجہد بس اسی آخرت کے لئے کرتے رہیں۔ تو تھوڑے لوگوں کا یہ گروہ نجات پا گیا اور دُنیا میں یوں چلا کہ آخرت میں اپنے نبی کا ساتھ پانے میں کامیاب ہوگیا۔ کیونکہ اس نے اپنے نبی کی وصیت اپنی نگاہوں سے پرے نہ ہونے دی اور آپ کی نصیحت پر حرف بحرف عمل کرتا رہا۔ رہی اکثریت تو وہ دنیا کے نشے میں محو ہوگئی، ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دُنیا کو پالینے کی فکر نے ان کو آخرت بھلا دی۔ تب موت آتی گئی اور ان میں سے ایک ایک کو اٹھاتی گئی۔ ''کچھ پکڑے گئے اور کچھ سرے سے مارے گئے!''

یحییٰ بن مُعاذ رازی نے کیا ہی اچھا کہا: ''دُنیا جامِ شیطان کی مے ہے۔ جو اس کے نشے میں مخمور ہوا اس کو ہوش تبھی آیا جب وہ موت کی حوالات میں جا پہنچا اور وہاں ندامت سے اپنے جیسے اور بہت سوں کو دیکھا کہ پیچھے سب کچھ اجاڑ آئے ہیں''۔

مومن کے لیے دُنیا میں رہنے کی دوسری حالت یہ ہے کہ وہ دُنیا میں اپنے آپ کو ایک مسلسل سفر کی حالت میں سمجھے۔ وہ اپنے آپ کو پڑاؤ کرنے کی اجازت تو دے مگر اقامت کی نہیں۔ یقین رکھے کہ وہ اپنے سفر کی ایک کے بعد ایک منزل طے کیے جا رہا ہے اور موت اس سفر کی آخری منزل ہے۔ جس آدمی کا یہ حال ہوگا اس کی ساری توجہ سفر پر ہوگی۔ وہ جو اٹھائے گا سفر کے لیے اٹھائے گا۔ دنیا کا ایسا سامان جو ساتھ اٹھانے میں نہ آسکے اس کی توجہ لے ہی نہ سکے گا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بعض خاص اصحاب کو وصیت کی تھی کہ دُنیا میں ان کا سامان زیادہ سے زیادہ اتنا ہو کہ ایک ہی بار اونٹ پر لدنے میں آجائے۔

محمد بن واسعؒ سے پوچھا گیا: کیا احوال ہیں؟ فرمایا: ''وہ آدمی کیسا ہونا چاہیے جو اپنے سفرِ آخرت کی روز ایک منزل طے کرتا ہے!''

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''یوں سمجھو تم بس کچھ دنوں کا مجموعہ ہو اس میں سے جب کوئی دن چلا جاتا ہے تو تمہارے وجود کا ایک حصہ جھڑ جاتا ہے۔ ادھر دن پورے ہوئے اُدھر تم نگاہوں سے غائب، پھر نظر تک نہ آؤ گے''۔

حسن بصریؒ ہی فرماتے ہیں: ''آدم کے بچے تم دو سواریوں پر چلے جا رہے ہو۔ ایک سواری تم کو اتارتی ہے تو دوسری اُٹھا لیتی ہے۔ دن ختم ہوتا ہے کہ رات آجاتی ہے۔ دونوں تم کو باری باری اُٹھاتے ہیں اور بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ ایک سے اترتے ہو دوسری پہ چڑھتے ہو۔ مزے مزے کی یہ سواری جانتے ہو تم کو کہاں لے کر جائے گی؟ یہ تم کو موت کے منہ میں دے کر آئے گی۔ آدم کے بچے تم سے بڑھ کر خطرات کی جانب بھاگنے والا بھلا کون ہو سکتا ہے؟''

حسن بصریؒ نے یہ بھی فرمایا: ''موت کا پتہ تمہارے ماتھے پہ لکھ دیا گیا ہے اور یہ ڈاک، زمانے کی رفتار سے، منزل کی طرف بھاگی چلی جارہی ہے''۔

داؤد طائی کہتے ہیں: یہ رات اور دن اس سفر کی منزلیں ہیں جسے لوگ ایک ایک کر کے اور بھاگم بھاگ طے کرتے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں کس کی کب آخری منزل آجائے۔ پس اگر تم کر سکو تو ہر مرحلے سے آگے کے لیے کچھ اُٹھا لو۔ ایسا نہ ہو کہ سرے پہنچو تو پاس کچھ بھی نہ ہو۔ معاملہ بہت جلدی کا ہے کیا معلوم کب منزل آپہنچے۔ سفر کا سامان ہر دم پورا اور تیار رکھو۔ جتنا ہو

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

سکے اٹھالو اور جتنا زور لگ سکے لگالو اور یاد رکھو منزل جب بھی آئے گی اچانک ہی آئے گی''۔

سلف میں سے کسی بزرگ نے اپنے کسی بھائی کو لکھا:

''برادرِ عزیز! تمہیں لگتا ہے کہ تم یہاں ٹھہرے ہوئے ہو۔ نہیں، تم تو بھاگے جا رہے ہو۔ کبھی ایک لمحہ بھی نہیں رُکے۔ تمہیں کھینچ کر لے جایا جا رہا ہے۔ موت تمہاری طرف بڑھ رہی ہے اور دُنیا تمہارے پیچھے سمٹ رہی ہے۔ جو گزر گئی وہ واپس آنے سے رہی اور جو آئے گی وہ ویسے ہی گزر جائے گی جیسے پہلی گزری اور وہ دن آنے ہی والا ہے جب سودا ہاتھ سے جا چکا ہوگا''۔

کسی دانا کا قول ہے: ''دُنیا میں ایسے شخص کی کیا خوشی جس کی زندگی میں جوں جوں دن گزرتا ہے ماہ گھٹتا ہے۔ جوں جوں ماہ گزرتا ہے سال گھٹتا ہے۔ جوں جوں سال گزرتا ہے توں توں عمر گھٹتی ہے۔ وقت بڑھنے سے رکتا ہے اور نہ عمر گھٹنے سے۔ دنیا میں ایسے آدمی کی کیا خوشی جس کی عمر اسے کھینچ کر اجل کے پاس لے جا رہی ہے اور جس کی زندگی اسے موت کے منہ میں دے آنے کو بھاگ رہی ہے''۔

فُضَیل بن عِیاض نے ایک شخص سے پوچھا: دُنیا میں تم پر کتنے سال گزر گئے؟ کہا: ساٹھ سال۔ فرمایا: اچھا تو تم ساٹھ سال سے خدا کے پاس پہنچنے کے لئے بھاگ رہے ہو۔ بس اب عنقریب پہنچ جاؤ گے۔ آدمی نے جواباً کہا: ''ہم ہیں ہی خدا کے اور ہمیں اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے''۔ (اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ) فرمایا: تم اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کہہ رہے ہو جانتے ہو اس کی تفسیر کیا ہے؟ جو یہ جان گیا کہ وہ خدا کی چیز ہے اور خدا کی بندگی کرنے کو یہاں ہے اور کچھ دیر تک اس کو خدا کے پاس لوٹ جانا ہے اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ایک لمحہ ایسا آئے گا جب وہ خدا کے پاس تنہا کھڑا ہوگا۔ جو یہ جانتا ہے کہ اسے خدا کے سامنے کھڑا ہونا ہے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ وہاں اس سے جواب پرسی ہوگی۔ جسے معلوم ہے کہ اس سے جواب پرسی ہوگی اسے جواب تیار رکھنا چاہئے۔ آدمی نے عرض کی: تو پھر کوئی چارہ ہے؟ فرمایا: بہت آسان۔ پوچھا: کیا ہے؟ فرمایا: جو رہ گئی ہے اس میں نیکی کرنے لگ جاؤ، جو گزر گئی اس کی بھی ساتھ بخشش ہو جائے گی۔ ہاں اگر تم جو رہ گئی ہے اس کو بھی برائیاں کر کے گزار دیتے ہو تو تم دونوں کا جواب دینے میں پکڑے جاؤ گے۔ جو رہ گئی پھر وہ بھی بری اور جو گزر گئی پھر وہ بھی مصیبت''۔

کسی دانا کا قول ہے: ''ماہ و سال کے سوار کو چلنے کی ضرورت نہیں اس کی سواری خود چلتی ہے اور اس کی منزل آپ سے آپ آتی ہے''۔

کسی کا یہ بھی قول ہے: ''دن رات کی مسافت عجیب مسافت ہے۔ اس کی غایت موت ہے۔ یہ ایک ایسا سفر ہے جس میں آدمی چاہے بیٹھا رہے فاصلے خود بھاگتے ہیں اور منزلیں خود ہی سر ہوتی ہیں''۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں: ''دن اور رات برابر بھاگ رہے ہیں۔ عمر گھٹاتے جا رہے ہیں اور اجل کو قریب لاتے جا رہے ہیں۔ تم کہاں کی امید رکھ کر بیٹھے ہو۔ اس دن رات کی دوڑ نے نوحؑ کی عمر کھائی۔ عاد اور ثمود کو قصہ پارینہ کیا۔ اس کے بعد نہ معلوم اس نے کتنے زمانے دیکھے۔ آخر سب کے سب پروردگار کے پاس پہنچ کر رہے اور اپنے اعمال کے حوض میں غوطہ زن ہو کر رہے۔ لوگ مر مر کر جاتے رہے۔ قومیں گزرتی رہیں پر اس، دن رات، کا کچھ بھی نہ بگڑا۔ یہ جیسے تھے ویسے ہیں یہ اب بھی ان کو نگل جانے کے لیے ویسے ہی تیار ہیں جو ابھی یہاں بیٹھے ہیں اور ان کو بھی جو ابھی یہاں آئیں گے، جہاں پہلے گئے وہیں یہ جائیں گے''۔

امام اوزاعیؒ نے اپنے کسی بھائی کو لکھا تھا:

''اما بعد۔ ہوشیار رہو تم چاروں طرف سے گھیر لیے گئے ہو۔ نیا دن چڑھنے کے ساتھ اور ہر نئی رات آنے کے ساتھ تم اپنے انجام سے قریب کر دیئے جاتے ہو۔ خدا سے ڈرتے رہو، اس کے سامنے کھڑے ہونے سے خائف رہو اور ہاں دُنیا سے رخصت ہوتے وقت تمہارا آخری لمحہ وہ ہونا چاہئے جو خدا کے ساتھ گزرا ہو''۔

☆☆☆☆

عبداللہ بن عمرؓ کی جو وصیت ہے کہ:

''شام پالو تو صبح کی امید نہ رکھو اور صبح پالو تو شام کا انتظار نہ کرو اور اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے لئے کچھ اٹھالو اور زندگی سے موت کے لیے کچھ لے لو''۔

تو وہ اسی حدیث سے ماخوذ ہے جس کے عبداللہ بن عمرؓ خود ہی راوی ہیں۔ عبداللہ بن عمرؓ کی یہ وصیت دنیا میں آرزو مختصر کرنے کا سبق دیتی ہے، یعنی آدمی کو شام مل جائے تو صبح کی آس پر نہ رہے اور صبح کرلے تو کسی نیکی کو شام پر نہ اٹھا رکھے۔ یہی گمان رکھے کہ اس کی اجل ممکن ہے اس سے پہلی ہی آ جائے۔ دنیا میں زُہد اختیار کرنے کی بہت سے علماء نے یہی تفسیر کی ہے۔ امام مروزیؒ کہتے ہیں: امام احمدؒ سے پوچھا گیا یہ دُنیا میں زُہد یا 'دنیا کو بے وقعت جاننا' کیا ہے؟ فرمایا: ''یہی کہ یہاں آرزو مختصر کرلو۔ صبح پالو تو کہو کیا پتہ شام آتی ہے یا نہیں''۔ امام مروزیؒ کہتے ہیں: سفیان ثوریؒ بھی یہی کہا کرتے تھے۔

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا: درازیِ آرزو سے نجات پانے کے لیے کیا تدبیر ہو؟ فرمایا: ہم نہیں جانتے۔ یہ تو بس توفیق کی بات ہے۔

امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں: تین عالم کہیں اکٹھے ہوئے۔ ان میں سے ایک سے پوچھا گیا: دنیا میں رہنے کی کتنی آس ہے؟ اس نے جواب دیا: جب نیا ماہ شروع ہوتا ہے تو مجھے لگتا ہے میری موت شاید اسی ماہ ہوگی۔ دوسروں نے کہا: یہ تو بڑی آس ہے۔ پھر دوسرے سے پوچھا گیا۔ اس نے کہا: ہر ہفتے میں سمجھتا ہوں اگلا ہفتہ میں شاید نہ دیکھ پاؤں۔ کہا گیا: یہ بھی بڑی آس ہے۔ پھر تیسرے سے پوچھا گیا تو وہ گویا ہوا: اس آدمی کی آس پوچھتے ہو جس کی جان ہی کسی اور کے ہاتھ میں ہے!

بَکرُ مُزَنِیؒ کہتے ہیں: تم میں سے کوئی جب رات کو سوئے تو اگر ہو سکے تو وصیت سرہانے رکھ چھوڑے۔ کیا معلوم رات وہ اہل دنیا میں تھا تو صبح وہ اہل آخرت کے ہاں کرے۔

اَویسؒ کو جب پوچھا جاتا: حضرت کیسی گزر رہی ہے؟ تو فرماتے: کیسی گزرے گی اس آدمی کی، جسے کوئی صبح مل جائے تو شام کی آس نہ ہو اور شام پائے تو صبح کا یقین نہ ہو اور پھر آگے پہنچے تو معلوم نہیں جنت یا جہنم، کہاں بھیجا جائے۔

عون بن عبداللہؒ فرمایا کرتے تھے: جو آدمی کل کو اپنی زندگی میں شمار کرتا ہے وہ بھلا آدمی موت سے واقف ہی نہیں۔ کتنے ہیں جو دن شروع کر لیتے ہیں مگر پورا نہیں کر پاتے۔ کتنے ہیں جو کل کی آس پر رہتے ہیں مگر ان کی کل نہیں آتی۔ اگر کہیں تم اجل کا روپ جان لو اور کہیں تم یہ دیکھ لو کہ اجل آتی کس طرح ہے تو تم کو آس بہت ہی بری لگنے لگے اور آس کے فریب میں رہنا اس سے بھی برا۔

عون بن عبداللہؒ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: مومن کے حق میں سب سے کار آمد دن وہی ہوتا ہے جسے وہ شروع کرے تو سمجھے کہ اس دن کا آخر وہ نہیں دیکھے گا۔

مکہ میں کوئی عبادت گزار عورت تھی۔ شام ہوتی تو وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوتی: اے نفس بس یہی رات ہے اگلی کوئی رات کیا پتہ تم دیکھو نہ دیکھو۔ بس جتنی محنت ہو سکے اسی میں کر لو۔ صبح ہوتی تو پھر وہ اپنے آپ کو مخاطب کرتی: اے نفس بس یہی دن ہے جو تجھے ملا ہے اگلا کوئی دن تجھ پہ آئے یا نہ آئے۔ جو ہو سکتا ہے بس آج ہی کر لو۔

بَکرُ مُزَنِیؒ فرماتے تھے: اگر تم نماز سے لطف لینا چاہتے ہو تو یہ سمجھ کر نماز پڑھو کہ اس کے بعد کوئی نماز پڑھنے کو شاید ملے یا نہ ملے۔ ان کا یہ قول دراصل نبی ﷺ سے جو روایت ہوئی ہے اس سے ماخوذ ہے یعنی فَصَلِّ صَلَاۃَ مُوَدِّعٍ ''اس شخص

کی سی نماز پڑھو جو دنیا سے رخصت ہو رہا ہو''۔ (سنن ابن ماجہ:4171)

کوئی شخص اپنے کسی عزیز سے ملنے گیا۔ دروازے پر دستک دی تو جواب ملا: صاحب گھر پر نہیں۔ پوچھا: کب واپسی ہو گی؟ یہ کوئی باندی تھی اور معرفت میں خاص مقام رکھتی تھی۔ دروازے کی اوٹ سے بولی: جس کی جان اس کے اپنے ہاتھ نہیں کون بتائے وہ کب آتا ہے!

ابوالعَتاہِیَہ کے دو شعر ہیں:

ادھر میں عمر دراز کی آس رکھوں ادھر معلوم نہیں جس دن کی صبح ملتی ہے اس کی شام بھی ساتھ میں ملتی ہے یا نہیں۔

تم دیکھتے نہیں جب بھی سویر ہوتی ہے تو وہ تمہاری عمر کو کاٹ کر اور اس سے ایک دن گھٹا کر ہوتی ہے۔

ابوالعَتاہِیَہ کا یہ دوسرا شعر دراصل ابو درداء رضی اللہ عنہ اور حسن بصریؒ کے اس قول سے ماخوذ ہے:

ابن آدم! جب سے تم ماں کے پیٹ سے نکلے ہو تب سے تم اپنی عمر کی عمارت ایک ایک اینٹ کر کے گرا رہے ہو۔

سلف میں سے کسی کے یہ اشعار ہیں:

دن کٹ جاتا ہے اور وقت گزر جاتا ہے تو ہم کتنے خوش ہوتے ہیں حالانکہ جب کوئی دن گزرتا ہے تو وہ ہمیں اجل سے کچھ اور ہی قریب کر جاتا ہے۔

موت کے دستک دینے سے پہلے اپنی اس جان کے لیے بھی کچھ کر لو اور وہاں کے لیے کچھ مشقت یہاں کر جاؤ۔ عمل ہی گھاٹا ہے اور عمل ہی کمائی۔

پھر عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: ''اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے لیے کچھ اٹھا لو اور زندگی میں موت کے لیے کچھ کر لو''۔ یعنی تندرستی میں نیک اعمال کو غنیمت جان لو اس سے پہلے کہ لاچار ہو جاؤ اور پھر کوئی نیکی چاہو بھی تو نہ کر سکو اور یہ کہ خدا کو خوش کرنے کے لیے اس زندگی کو غنیمت جانو قبل اس کے کہ موت آئے اور تم ہزار نیکی کرنا چاہو پر وہ نہ کرنے دے۔

اسی عبداللہ بن عمرؓ والی روایت میں یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

فَاِنَّكَ يَاعَبْدَاللّٰهِ لَا تَدْرِیْ مَا اسْمُكَ غَدًا

''وہ اس لیے اے عبداللہ کہ تم کیا جانو کل تمہارا کیا نام لیا جاتا ہے''۔

یعنی تم کیا جانو کل تم زندوں میں ہو گے یا مردوں میں۔ اس معنی کی متعدد باتیں احادیث میں مروی ہوئی ہیں۔

صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

"دونعمتیں ایسی ہیں جن کا (مول کرنے) میں اکثر لوگ گھاٹا کھا جانے والے ہیں۔ایک تندرستی اور دوسری فراغت"۔

مستدرک حاکم میں عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے بس غنیمت جانتے رہو۔جوانی کو ضعیفی سے پہلے، تندرستی کو کوئی روگ لگنے سے پہلے، مالی آسودگی کو محتاجی سے پہلے، فراغت کو عدیم الفرصت ہوجانے سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے"۔(صحیح)

غُنَیم بن قَیس کہتے ہیں: ہم اسلام میں اپنے اوّل اوّل دور میں ایک دوسرے کو یہ بکثرت یاد کرایا کرتے تھے:

"ابن آدم! قبل اس کے کہ فرصت چلی جائے فراغت ہی میں کچھ کرلو۔قبل اس کے بوڑھے ہونے لگو جوانی میں کچھ کر جاؤ قبل اس کے بیمار لاچار ہوجاؤ صحت میں کچھ کرلو۔قبل اس کے آخرت کو جا دیکھو یہیں دنیا میں کوئی ہاتھ پیر مار لو اور قبل اس کے کہ تم کو موت آجائے زندگی میں کچھ بنالو"۔

صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:"چھ (آفتوں) سے پہلے پہلے جتنا کچھ کر سکتے ہو کرلو:

اس سے پہلے کہ جب سورج اپنے غروب ہونے کی جگہ سے طلوع ہو پڑے۔

اس سے پہلے کہ دھواں رونما ہوجائے۔

اس سے پہلے کہ دجال نکل آئے۔

اس سے پہلے کہ دابۃ الارض کا خروج ہو۔

اس سے پہلے کہ وہ زمانہ آئے جب ہر کسی کو اپنی اپنی پڑ جائے گی۔

اس سے پہلے کہ جب عوامی (ہڑبونگ) اقتدار پائے گی"

ترمذی کی روایت میں ابوہریرہؓ ہی سے نبی ﷺ کے یہ الفاظ آتے ہیں:

"سات (آفتوں) سے پہلے پہلے اعمال کی جلدی کرلو کیا تم اس انتظار میں ہو کہ ایسی محتاجی آئے کہ سب ہوش اڑا دے، یا ایسی مالداری میں پڑو جو آدمی کو سرکش کردے، یا کوئی ایسا روگ لگے جو ہر چیز کا صفایا کردے، یا ضعیفی آلے جو جسم میں جان ہی نہ رہنے دے، یا موت آئے اور خاک میں ملادے اور یا پھر جب دجال ہی آجائے جو کہ آنے والے فتنوں میں سب سے بڑا چھپا ہوا فتنہ ہے اور یا پھر تم قیامت کے انتظار میں ہو اور وہ تو کیا ہی بری اور کڑی آفت ہے"۔(ضعیف)

ان احادیث سے مراد یہ ہے کہ یہ سب کی سب چیزیں نیک اعمال میں رکاوٹ بنتی ہیں۔ان میں سے بعض چیزیں ایسی ہیں جو انسان کو ذاتی طور پر نیکی کرنے سے دور رکھتی ہیں مثلاً محتاجی، حد سے بڑھی ہوئی مالداری، بیماری ولاچاری،

ضعیفی اور موت۔جبکہ ان میں بعض چیزیں ایسی مذکور ہوئی ہیں جو کہ فتنہ عام ہوں گی مثلاً قیامت کا آنا یا دجال کا نکلنا یا دوسرے ایسے فتنے جو لوگوں کو پریشان کرکے رکھ دیں۔جیسا کہ ایک حدیث میں ان فتنوں کے بارے میں آیا ہے۔

بَادِرُوا بِالْاَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ (صحیح مسلم:313)

"ایسے فتنے پڑنے سے پہلے پہلے نیک اعمال کی جلدی کرلو جو اندھیری رات کی طرح چڑھ آئیں گے"۔

ان میں سے بعض خوفناک باتیں تو ایسی ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوجائیں گی تو اس کے بعد کیا گیا نیک عمل کارآمد ہی نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِيْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۭ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ (الانعام:158)

"جس روز تمہارے رب کی بعض مخصوص نشانیاں نمودار ہوجائیں گی پھر کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان کچھ فائدہ نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لایا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی بھلائی نہ کمائی ہو۔کہہ دو کہ تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں"۔

صحیحین میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"قیامت نہ آئے گی جب تک سورج اپنے مغرب سے طلوع نہ ہوجائے۔پھر جب وہ طلوع ہوجائے اور لوگ اسے دیکھ لیں تو سب ایمان لے آئیں گے۔پس یہ وہ وقت ہوگا جو کسی نفس کو جو اس سے پہلے مومن نہیں ہوا یا ایمان میں کوئی نیک کمائی نہ کر پایا اس کا اب ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا"۔

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تین باتیں جب ہوجائیں پھر جو کوئی نفس اس سے پہلے مومن نہ تھا یا ایمان میں کوئی نیک کمائی نہ کر پایا اس میں اب ایمان کا آنا اس کو کوئی فائدہ نہ دے گا، سورج کا اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہونا، دجال اور دابۃ الارض"۔

اسی میں آپ ﷺ سے یہ روایت بھی آتی ہے:

"جو شخص سورج کے مغرب سے چڑھ آنے سے پہلے تائب ہوجائے اللہ تعالیٰ اس کی طرف رجوع فرمالے گا"۔

صحیح مسلم میں ہے کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا:

"اللہ تعالیٰ رات کو اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے کہ دن کا خطا کار توبہ کرلے۔دن کو اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات کا خطا کار توبہ کر

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

لے یہاں تک کہ سورج اپنے غروب کی جگہ سے طلوع ہو جائے''۔

امام احمد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ صفوان بن عسّالؓ سے نبی ﷺ کی حدیث روایت کرتے ہیں:

''سورج کے غروب ہونے کی سمت اللہ تعالیٰ نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے جس کے درمیان فاصلہ ستر سال کی مسافت ہے۔ یہ کبھی بند نہ ہوگا یہاں تک کہ سورج وہاں سے طلوع ہو جائے''۔ (حسن)

مسند احمد میں عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن عمرؓ اور معاویہؓ سے روایت آتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''توبہ تب تک قبول ہوتی رہے گی جب تک سورج اپنے غروب کی جگہ سے طلوع نہ ہو جائے۔ پھر جب سورج وہاں سے چڑھ آئے تب جس دل میں جو ہے بس اسی کے ساتھ وہ سر بمہر کر دیا جائے گا اور لوگ عمل سے مستغنی کر دیے جائیں گے''۔ (حسن)

عائشہؓ سے روایت کی گئی ہے کہ انہوں نے کہا: جب ان نشانیوں کے عمل میں آنے کی ابتدا ہو جائے گی تو (اعمال) لکھنے والے اپنے قلم چھوڑ دیں گے۔ نگران فرشتے نگرانی سے سبکدوش کر دیے جائیں گے اور اجساد ہی اعمال کی شہادت دیں گے۔ عائشہؓ کا یہ قول ابن جریر طبری نے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی قول کُثیر بن مُرّہ اور یزید بن شُرَیح و دیگر سلف سے مروی ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے گا تو پھر جس دل میں جو (نیکی یا بدی) ہے بس وہ دل اسی کے ساتھ سر بمہر کر دیا جائے گا۔ نگران فرشتے اعمال پیش کر دیں گے اور فرشتوں کو کہہ دیا جائے گا کہ اب اعمال لکھنا موقوف کر دیں۔

سُفیان ثوریؒ کہتے ہیں: جب سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو فرشتے اپنے پرچے لپیٹ لیں گے اور اپنے قلم رکھ دیں گے۔

چنانچہ مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نیک اعمال کی جلدی کرے قبل اس کے کہ وہ نیکی کی توفیق یا طاقت سے ہی محروم کر دیا جائے اور اس کے اور نیک اعمال کے مابین رکاوٹیں اور پردے حائل ہو جائیں۔

ابُوحازم کہا کرتے تھے: آخرت کی خریداری عنقریب سست پڑ جانے والی ہے۔ ہوسکتا ہے پھر وقت وہ آئے کہ اس بازار میں تھوڑا نہ بہت، کچھ پایا ہی نہ جائے۔

جب انسان پر وہ وقت آتا ہے کہ انسان نیک عمل پر قدرت پانے سے ہی محروم کر دیا جاتا ہے تب صرف حسرت اور افسوس رہ جاتا ہے۔ پھر وہ کتنی آرزو کرتا ہے کہ وہ وقت دوبارہ آ جائے جب وہ نیکی کرنے پر قدرت رکھتا تھا۔ مگر یہ آرزو کس کام کی۔ اللہ تعالیٰ نے تبھی تو فرمایا ہے:

وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الزمر:54-58)

''اور جھک پڑو اپنے پروردگار کی طرف اور اس کے مطیع فرمان ہو جاؤ قبل اس کے کہ تم پر عذاب آ جائے اور پھر کہیں سے تمہیں مدد نہ مل سکے اور پیروی اختیار کرلو اپنے رب کی اتاری ہوئی (کتاب) کے بہترین پہلو کی، قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور خبر بھی نہ ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ بعد میں کوئی نفس کہے: ''افسوس میری اس کمی پر جو میں اللہ تعالیٰ کے حق میں کرتا رہا، بلکہ میں تو مذاق اڑانے والوں میں ہی رہا''۔ یا کہے: ''کاش اللہ نے مجھے ہدایت بخشی ہوتی تو میں بھی متقیوں میں سے ہوتا'' یا عذاب دیکھ کر کہے: ''کاش مجھے ایک موقع اور مل جائے اور میں بھی نیک عمل کرنے والوں میں شامل ہو جاؤں''۔

یہ بھی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

حَتّٰىٓ اِذَا جَاۗءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ (المؤمنون:99،100)

''یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ جائے گی تو کہنا شروع کرے گا کہ ''اے میرے رب، مجھے اسی دنیا میں بھیج دیجئے جسے میں چھوڑ آیا ہوں، امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا اس میں جو پیچھے چھوڑ آیا ہر گز نہیں، یہ تو بس ایک بات ہے جو وہ کہہ رہا ہے۔ اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوبارہ اُٹھائے جانے کے دن تک''۔

اور یہ بھی فرمایا:

وَاَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَاۗءَ اَجَلُهَا ۭ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ (المنافقون:10-11)

''کچھ خرچ کرلو (خدا کی راہ میں) اس میں سے جو ہم نے تمہیں بخش رکھا ہے قبل اس کے کہ تم میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور اس وقت وہ کہے کہ ''اے میرے رب کیوں نہ تو نے مجھے تھوڑی سی مہلت اور دے دی کہ میں صدقہ دیتا اور صالح لوگوں میں شامل ہو جاتا۔ حالانکہ جب کسی کی مہلت عمل پوری ہونے کا وقت آ جاتا ہے تو اللہ اس کو کوئی مزید

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION

مہلت ہرگز نہیں دیتا اور اللہ خوب جاننے والا ہے جو تم عمل کرتے ہو‘‘۔

ترمذی میں ابوہریرہؓ سے مرفوع روایت آتی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

’’جو بھی یہاں سے مر کر جاتا ہے نادم ضرور ہوتا ہے‘‘۔ صحابہ نے عرض کی۔ ندامت کس بات کی؟ فرمایا: ’’اگر وہ نیک ہو تو نادم ہوتا ہے کہ کاش کچھ اور نیکی کر لیتا اور اگر وہ خطا کار ہو تو ندامت اور حسرت کرتا ہے کہ کاش (دنیا میں ہی) اس کو کوئی ڈانٹ ڈپٹ کر دیتا‘‘۔ (ضعیف)

جب ایسا ہے تو پھر مومن کے لیے یہ جان لینا ضروری ہو جاتا ہے کہ اس کی جتنی عمر بچ گئی ہے وہ تو بہت ہی بڑی غنیمت ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: آدمی کو ایمان میسر آ جائے تو اس کی باقی ماندہ زندگی کا پھر کوئی مول نہیں۔

سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں: ہر وہ دن جو ایک مومن کو گزارنے کے لیے ملتا ہے ہر غنیمت سے بڑھ کر ہے۔

بَکرمُزَنِیؒ کہا کرتے تھے: خدا جس دن کو بھی پیدا کر کے دنیا میں بھیجتا ہے تو وہ دن کہتا ہے: اے ابن آدم مجھے غنیمت جان لے، ہو سکتا ہے میرے بعد تیرے لیے کوئی اور دن نہ بھیجا جائے اور جو رات آتی ہے وہ بھی یہی کہتی ہے: ابن آدم مجھے غنیمت جان، ہو سکتا ہے تیرے لئے میرے بعد کوئی رات نہ ہو۔

اسی معنی میں کسی نے یہ دو شعر کہے ہیں:

فراغت کو غنیمت سمجھو تو کچھ رکوع و سجود ہی کر لو، کہ آگے جا کر فضیلت اور مرتبہ پاؤ۔ کیا پتہ موت آئے تو اچانک آئے اور کسی چیز کا موقع ہی نہ دے۔ کتنے ہیں جو یہاں صحت مند اور تندرست ہوتے ہوئے مرے اور کسی بیماری کے بغیر مرے۔ بس موت آئی اور چلتوں پھرتوں کو اٹھا لے گئی۔

مَحمُودالوَرَّاق کے کچھ شعر ہیں:

کل کا دن گزرا اور تم پر گواہ بننے کے لیے آگے بڑھ گیا۔ تب آج کا دن آیا جو اس وقت گواہی اکٹھی کر رہا ہے۔ یہ بھی اپنا کام سمیٹے گا اور پھر نہ پلٹے گا۔ کل کو ایک اور گواہ آ کھڑا ہو گا۔

دیکھو اگر کل تم سے کوئی برائی ہوئی تھی تو آج کے گواہ کے پاس اپنی نیکی اور احسان مندی کی شہادت روانہ کر دو۔ اب بھی موقع ہے کہ نیکوکاروں میں نام لکھوا لو۔

یہ دن جو گزر رہا ہے لوٹ کر نہیں آئے گا۔ البتہ اس میں جو تم بھیج رہے ہو وہ لوٹ آنے والا ہے۔ سو اگر کوئی اچھائی کر لو تو وہ کہیں جانے والی نہیں۔

کبھی کسی نیکی کو کل پر مت چھوڑو۔ تم جس کل کا انتظار کر رہے ہو ممکن ہے وہ کل تو آئے مگر اس کل میں تم نہ پائے جاؤ۔

الھدیٰ پبلی کیشنز کی مطبوعات

کتب

- قرآن مجید (اردو لفظی ترجمہ)
- منتخب آیات قرآنیہ
- منتخب سورتیں
- منتخب سورتیں اور آیات
- تعلیم القرآن القراءۃ والکتابۃ
- قرآن کریم اور اس کے چند مباحث
- حدیث رسولؐ ایک تعارف ایک تجزیہ
- حفاظت حدیث کیوں اور کیسے؟
- قال رسول اللہ ﷺ
- رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا
- صدقہ و خیرات
- حسن اخلاق
- فتنوں کے دور میں کیا کرنا چاہیے؟
- محمد رسولؐ اللہ معمولات اور معاملات
- عربی گرامر
- اسلامی عقائد
- فقہ اسلامی ایک تعارف ایک تجزیہ
- میرا جینا میرا مرنا
- آخری سفر کی تیاری
- بیوگی کا سفر
- ابوبکر صدیقؓ
- والدین ہماری جنت
- حصول علم اور خواتین

پمفلٹس

- نماز باجماعت کا طریقہ
- نمازِ فجر کے لیے کیسے بیدار رہوں؟
- جمعہ کا دن مبارک دن
- نماز استسقاء
- درود و سلام۔۔۔ الصلاۃ علی النبی ﷺ
- غسل میت اور کفن پہنانا
- اظہارِ محبت کیسے؟
- ان حالات میں کیا کریں؟

دعائیں

- قرآنی اور مسنون دعائیں
- وایاک نستعین
- نبی اکرمؐ کے صبح و شام کے اوراد
- نماز کے بعد کے مسنون اذکار
- نماز تہجد کے لیے دعائے استفتاح
- حصول علم کی دعائیں
- فہم قرآن میں مددگار دعائیں
- آیات شفا
- مقبول دعائیں
- سفر کی دعائیں
- دعائے استخارہ
- صالح اولاد کے لیے دعائیں
- نظر بد اور تکلیف کی دعائیں
- سوتے میں وحشت کی دعائیں
- دشمن کے شر سے حفاظت کی دعائیں
- میت کی بخشش کی دعاء

اسلامی مہینے

- محرم الحرام
- صفر کا مہینہ اور بدشگونی
- رجب اور شب معراج
- شعبان المعظّم
- روزے کے احکام
- رمضان المبارک مسنون دعائیں
- رمضان المبارک اور خواتین
- عیدالفطر
- حج بیت اللہ
- رہبر حج
- زادراہ
- لبیک عمرہ
- عشرہ ذوالحجہ، عیدالاضحٰی اور قربانی
- تکبیرات
- عید کارڈز

پوسٹرز

- نماز فجر کے لیے کیسے بیدار رہوں؟

جائزہ لسٹ

- صلوۃ ٹائم
- نبی کریمؐ کے لیل و نہار کی روشنی میں
- رسول اللہ ﷺ سے میرا تعلق

پبلی کیشنز
AL-HUDA PUBLICATIONS

© AL-HUDA INTERNATIONAL WELFARE FOUNDATION